

# از عدالتِ عظمیٰ

یونین آف انڈیا

بنام

میسرز جی ایس اتوال اینڈ کمپنی (ASANSOLE)

تاریخ فیصلہ: 22 فروری، 1996

[کے راماسوامی اور جی بی پٹنایک؛ جسٹس صاحبان]

ثالثی ایکٹ، 1940- دفعہ 30(c)- کی توسیع- ثالث کے ذریعے حوالہ کا دائرہ کار- قرار پایا کہ، ایک قانونی بد انتظامی- فیصلہ ذائل ہو گیا۔

مدعا علیہ نے 1968-69 میں درخواست گزار کے ساتھ معاون نہر کی کھدائی کے لیے قرارداد کیا تھا۔ کام پر عمل درآمد کے دوران کچھ تنازعات پیدا ہوئے تھے اور انہیں قسطوں میں ثالثوں کے پاس بھیج دیا گیا تھا۔ اس طرح کی ثالثی کے پانچویں حصے میں، تنازعہ فرکابیراج کے ذریعے ساز و سامان کے قرض کے کرایہ کے چار جز کے حوالے سے تھا اور مدعا علیہ نے ثالثی کے حوالہ کے لیے دعویٰ کیا تھا اور تنازعات کو حل کرنے کے لیے ایک ثالث مقرر کیا گیا تھا، حوالہ میں داخل ہونے کے بعد، مدعا علیہ نے کرایہ کے چار جز کی واپسی کے پہلے دعوے کے علاوہ مختلف اخراجات کے لیے دعویٰ کیا جو اپیل گزار کے جوابی بیان سے متنازعہ تھا۔ اپیل کنندہ نے اپنے بیان میں حوالہ کی یکطرفہ توسیع پر اعتراض کیا تھا۔ ایک غیر واضح ایوارڈ کے ذریعے ثالث نے ادائیگی کی تاریخ کے 1.7.76 سے جو بھی پہلے ہو، 15 فیصد سالانہ سود کے ساتھ 35,72,550 روپے کی رقم سے نوازا۔

اپیل کنندہ نے ثالثی ایکٹ 1940 کی دفعہ 30(c) کے تحت درخواست دائر کی، اس بنیاد پر ایوارڈ پر سوال اٹھایا کہ دعویٰ کو حد سے روک دیا گیا تھا، کہ ثالث کو ثالثی کا دائرہ کار بڑھانے کا کوئی اختیار نہیں تھا اور اس کے پاس اس کے سامنے کسی دعوے کے بغیر زیادہ شرح پر سود دینے کا کوئی اختیار نہیں تھا۔ اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ جج نے اپیل کنندہ کے دلائل کو برقرار رکھتے ہوئے ایوارڈ کو کالعدم قرار دے دیا۔ اپیل پر، عدالت عالیہ نے ضلعی عدالت کے اس حکم کو کالعدم قرار دیا جس میں کہا گیا تھا کہ ایوارڈ میں کوئی غلطی ظاہر نہیں ہے اور دیوانی عدالت کو ہدایت کی کہ وہ ایوارڈ کے قیود سے جلد از جلد ڈگری پاس کرنے کے لیے اقدامات کرے، چار ماہ کے بعد نہیں۔

اپیل پر، اپیل کنندہ کی طرف سے اس عدالت کے سامنے یہ دلیل دی گئی کہ ثالث کے پاس حوالہ کے دائرہ کار کو یکطرفہ طور پر بڑھانے کا کوئی اختیار نہیں ہے اور اسے غیر واضح ایوارڈ میں سود دینے کا کوئی اختیار نہیں ہے۔ جواب دہندگان نے دعویٰ کیا کہ اپیل کنندہ نے مکمل علم کے ساتھ ثالث کے سامنے شرکت کی اور اس کے پاس ان کے لیے ناموافق ایوارڈ تھا، اس کے بعد اس کے جواز پر سوال نہیں اٹھا سکتا؛ کہ اپیل کنندہ کا طرز عمل ثالث کے ایوارڈ دینے کے اختیار اور دائرہ اختیار کو تسلیم کرنے کے مترادف ہے اور اس طرح دائرہ اختیار کی کمی کی درخواست کو ثالثی میں ناکام فریق کے ذریعے اٹھانے کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔

اپیل کی اجازت دیتے ہوئے، یہ عدالت

قرار دیا گیا کہ ثالث کا دائرہ اختیار فریقین کے درمیان قرارداد پر مبنی ہوتا ہے۔ قرارداد کی حد تک، فریقین ثالث کے فیصلے کے پابند ہیں۔ لیکن ثالث اپنے ثالثی کے دائرہ کار کو بڑھا نہیں سکتا اور غیر قبول شدہ یا اعتراض شدہ دعووں پر اپنے دائرہ اختیار کو بڑھانے کے بعد تمام دعووں کی ایک یکمشت رقم کی اجازت دیتے ہوئے غیر بولنے والا ایوارڈ نہیں دے سکتا۔

یوپی راجکیا زمن نغم لمیٹڈ بنام اندور پرائیویٹ لمیٹڈ ودیگراں، [1996] 2 ایس سی آر، پراختصار کیا۔

این چلیپم بنام سکریٹری، کیرالہ اسٹیٹ الیکٹر سٹی بورڈ ودیگر، [1975] 1 ایس سی سی 289؛ میسرز نیلکننتھن کنسٹرکشن سپرنٹنڈنٹ انجینئر، نیشنل ہائی ویز، سیلم ودیگراں، [1988] 4 ایس سی سی 462؛ چودھری مرتزہ حسین بنام مسماۃ بی بی بیچونیسا، ایل آر۔ (آئی اے) جلد 209 III؛ چمپیسی بھارا اینڈ کمپنی بنام جیوراج بلواسپنگ اینڈ ویونگ کمپنی لمیٹڈ، ایل آر۔ (آئی اے) جلد، 1324؛ چمپیسی بھارا کمپنی بنام دی جیوراج بلواسپنگ اینڈ ویونگ کمپنی لمیٹڈ، اے آئی آر (1923) پی سی۔ 66 اور فرم مدھن لال روشنال مہاجن بنام حکم چند ملز لمیٹڈ، اندور، [1967] 1 ایس سی آر 105، کا حوالہ دیا گیا۔

جسٹس بچاوت کے ذریعہ ثالثی کا قانون، دوسرا (1987) ایڈیشن صفحہ 90، جس کا حوالہ دیا گیا ہے۔

اپیلیٹ دیوانی کا دائرہ اختیار: دیوانی اپیل نمبر 3679، سال 1996۔

اصل آرڈر ٹینڈر نمبر 20390، سال 1991 سے اپیل میں کلکتہ عدالت عالیہ کے 12.2.92 کے فیصلے اور حکم سے۔

اپیل کنندہ کے لیے مسز انیل کٹیاری کے لیے این این گو سوامی اے کے سربراہستو۔

جواب دہندہ کے لیے سولی جسٹس سوراجی، آرائیس سودھی۔

عدالت کا فیصلہ کے راماسوامی، جسٹس نے سنایا۔

یہ خصوصی اجازت سے دائر کی گئی اپیل کلکتہ عدالت عالیہ کے ڈویژن بینچ کے 12 فروری 1992 کے فیصلے اور حکم سے متعلق ہے، جو F.M.A.T. نمبر 1390، سال 1991 میں دیا گیا تھا۔ مدعا علیہ نے آرڈی 68.00 سے آرڈی 97.00 سے معاون نہر کی کھدائی کے لیے 1968-69 میں قرارداد کیا تھا۔ کام پر عمل درآمد کے دوران مدعا علیہ

اور اپیل کنندہ کے درمیان کچھ تنازعات پیدا ہوئے تھے۔ تنازعات کو وقتاً فوقتاً ثالثی کے حوالے کیا جاتا تھا۔ قسط میں یہ پانچویں ثالثی ہے۔ پچھلی چار ثالثی کی تفصیلات درج ذیل ہیں:

| نمبر<br>شمار | ثالث کا نام             | فیصلہ روپے   | سود روپے     | رقم روپے       |
|--------------|-------------------------|--------------|--------------|----------------|
| 1.           | آر پی ہو جا             | 4,70,000.00  | 78,129.45    | 5,48,129.45    |
| 2.           | او پی گپتا              | 7,00,974.00  | 7604.96      | 7,08,578.96    |
| 3.           | ٹی۔ راجارام             | 23,78,100.00 | 23,34,501.00 | 47,12,601.60   |
| 4.           | بریگیڈیئر ڈی آر کتھوریا | 78,90,570.00 | 38,40,653.88 | 1,17,31,223.00 |

فرکابیراج پروجیکٹ کے ذریعہ آلات کے قرض کے کرایہ کے چار جز سے متعلق تنازعہ کو معقول بنانے کے لیے گونل کمیٹی کو بھیجا گیا تھا۔ اپنی رپورٹ پیش کرنے اور اسے آگے بڑھانے پر مدعا علیہ نے 8 اگست 1984 کے خط کے ذریعے ثالثی کے حوالے سے اس طرح دعویٰ کیا تھا:

"اور جب کہ میسرزتاراپور اینڈ کمپنی کو بہت پہلے پہلے وصول کیے گئے اضافی کرایہ کے چار جز واپس کر دیے گئے تھے، لیکن مذکورہ گونل کمیٹی رپورٹ کی بنیاد پر واپسی کے قابل ہو گئے تھے، ہمارے معاملے میں اضافی وصولی کی رقم اور اب اس سلسلے میں بار بار، تحریری اور زبانی درخواستوں اور مطالبات کے باوجود ہمیں واپس کر دی گئی ہے۔"

(زیر تاکید)

اس کو آگے بڑھاتے ہوئے، 18 نومبر 1984 کی کارروائی کے ذریعے، جنرل منیجر، فرکابیراج پروجیکٹ نے تنازعات کو حل کرنے کے لیے ٹی راجہ رام کو واحد ثالث مقرر کیا۔ 12 دسمبر 1984 کو حوالہ میں داخل ہونے کے بعد، تسلیم شدہ طور پر مدعا علیہ نے اپنے الزامات کی واپسی کا دعویٰ کیا جو اپیل گزار کے جوابی بیان سے متنازعہ تھا۔ بعد میں مدعا علیہ نے 6 مارچ 1985 کو محکمہ جاتی ساز و سامان کی مرمت کے لیے روپے

1,68,000 کے لیے مزید دعوے کیے؛ حفاظتی گھڑی اور وارڈ پر اخراجات کی واپسی کے لیے روپے 1,38,600؛ فرم کے حتمی بل کے لیے 28,12,085.53 روپے؛ جزوی سود کے لیے 95,60,653.10 روپے اور کرایہ چارج کی واپسی کے علاوہ دعوے کی رقم 32,45,538.27 روپے تھی۔ اپیل کنندہ نے اپنے بیان میں حوالہ کی یکطرفہ توسیع پر اعتراض کیا تھا۔ ثالث کو 18 اگست 1987 کے غیر واضح ایوارڈ کے ذریعے، یکم جولائی 1976 سے 15 فیصد سالانہ سود کے ساتھ یاڈ گری کی ادائیگی کی تاریخ جو بھی پہلے ہو، 35,72,550 روپے کی رقم سے نوازا گیا۔

اپیل کنندہ نے ثالثی ایکٹ، 1940 (مختصر طور پر، 'ایکٹ') کی دفعہ 30(c) کے تحت 8 اپریل 1988 کو متفرق کیس نمبر 95/87 دائر کیا، اس ایوارڈ پر سوال اٹھاتے ہوئے کہا کہ دعویٰ کو حد سے روک دیا گیا ہے۔ ثالث کو ثالثی کے دائرہ کار کو بڑھانے کا کوئی اختیار نہیں تھا اور اس کے پاس اس کے سامنے کسی دعوے کے بغیر زیادہ شرح پر سود دینے کا کوئی اختیار نہیں تھا۔ اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ جج، مرشد آباد نے 19 جنوری 1991 کے اپنے حکم کے ذریعے ان تنازعات کو برقرار رکھتے ہوئے ایوارڈ کو کالعدم قرار دے دیا۔ اپیل پر، متنازعہ حکم میں عدالت عالیہ نے دیوانی عدالت کے اس حکم کو کالعدم قرار دیا جس میں کہا گیا تھا کہ ایوارڈ کو کالعدم قرار دینے کے انتباہ میں کوئی واضح غلطی نہیں تھی۔ اس نے دیوانی عدالت کو ہدایت کی کہ وہ چار ماہ کے اندر جلد از جلد ایوارڈ کے قیود سے ڈگری پاس کرنے کے لیے اقدامات کرے۔ اس طرح خصوصی اجازت کے ذریعے یہ اپیل۔

چونکہ اپیل کنندہ کی طرف سے پیش ہونے والے سینئر وکیل شری گو سوامی نے ہمارے غور کے لیے حد بندی پر زور نہیں دیا ہے، اس لیے ہمارے لیے اس سوال میں جانا غیر ضروری ہے۔ صرف دو سوالات کی تشہیر کی گئی ہے۔، ثالث کا حوالہ کے دائرہ کار کو یکطرفہ طور پر بڑھانے کا اختیار اور غیر واضح ایوارڈ میں رقم اور شرح سود دینے کا اختیار۔ لہذا سوال یہ ہے کہ کیا ثالث کے پاس دائرہ اختیار اور یکطرفہ طور پر حوالہ کو بڑھانے کا اختیار ہے۔ جیسا کہ اوپر اخذ کیا گیا ہے، فرکابیراج پروجیکٹ کے منیجر کی طرف سے مخصوص

مطالبہ اور قبولیت گوئل کمیٹی کی رپورٹ کے مطابق کرایہ کے چار جز کی واپسی کے تنازعہ کا حوالہ دینا تھا۔ اسے قبول کر لیا گیا اور 18 نومبر 1984 کو ثالثی کے لیے ٹی راجہ رام کا حوالہ دیا گیا اور اس کی طرف سے باضابطہ طور پر دعویٰ کیا گیا۔ 6 مارچ 1985 کو مدعا علیہ کی طرف سے ثالثی کے لیے دعوے رکھے گئے۔ جواب دہندہ نے ان پر اعتراض کیا۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے: کیا ثالث کو یکطرفہ طور پر حوالہ کو بڑھانے اور دعووں کا فیصلہ کرنے کا اختیار حاصل ہے؟ یہ دیکھا گیا ہے کہ اعتراض شدہ ایوارڈ ایک غیر بولنے والا ایوارڈ ہے۔ مدعا علیہ کے سینئر وکیل شری سولی جسٹس سوراجی نے دلیل دی کہ اپیل کنندہ نے ثالث کے سامنے حصہ لیا اور ان کے لیے ناموافق فیصلہ حاصل کیا، اس کے بعد نااہلی پر سوال نہیں اٹھا سکتا۔ اپیل کنندہ نے ان حقائق کے مکمل علم کے ساتھ ثالث کے سامنے کارروائی میں حصہ لیا تھا۔ اپیل کنندہ کا طرز عمل ثالث کے ایوارڈ دینے کے اختیار اور دائرہ اختیار کو تسلیم کرنے کے مترادف ہے۔ اس طرح دائرہ اختیار کی کمی کی درخواست کو ناکام فریق کی طرف سے ثالثی میں اٹھانے کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ اس کی حمایت میں انہوں نے این چلیم بنام سکریٹری، کیرالہ اسٹیٹ الیکٹر سٹی بورڈ دیگر، [1975] 1 ایس سی سی 289؛ میسرز نیلکنتھان کنسٹرکشن بنام سپرنٹنڈنٹ انجینئر، نیشنل ہائی ویز، سیلم اور دیگر، [1988] 4 ایس سی سی 462؛ رسل آن آر بیٹریشن، 17 واں ایڈیشن، صفحہ 215؛ 3، چودھری مرتزہ حسین بنام مسماۃ بی بی بیچو نیسا، ایل آر (آئی اے) جلد 209 III؛ چمپسی بھار اینڈ کمپنی بنام جیوراج بلواسپنگ اینڈ ویونگ کمپنی، لمیٹڈ ایل آر (آئی اے) جلد 1324؛ چمپسی بھارا کمپنی بنام دی جیوراج بلواسپنگ اینڈ ویونگ کمپنی لمیٹڈ، اے آئی آر 1923 پی سی 66 اور فرم مدھن لال روشن لال مہاجن بنام حکم چند ملز لمیٹڈ اندور، [1967] 1 ایس سی آر 105 پر مضبوط انحصار کیا

ثالثی معاہدہ تشکیل دینے کے لیے ضروری ہے کہ ایک معاہدہ موجود ہو، یعنی فریقین کا ارادہ یکساں ہونا چاہیے۔ کسی دعوے کی ثالثی کا انحصار فریقین کے درمیان تنازعہ اور ثالث کے حوالے پر ہوتا ہے۔ تقرری پر، وہ عدالتی فیصلہ لیے اس تنازعہ میں داخل ہوتا

ہے۔ دعوے کی ثالثی پر ثالث کا نتیجہ حتمی نہیں ہے، کیونکہ دفعہ 33 کے تحت بالآخر عدالت ہی تنازعہ کا فیصلہ کرتی ہے۔ یوپی راجکیا زمن نغم لمیٹڈ بنام اندور پرائیویٹ لمیٹڈ ودیگراں میں، 9 فروری 1996 کو فیصلہ کیا گیا، اس عدالت کے تین ججوں کے بیچ (جس میں ہم میں سے ایک، کے راماسوامی، جسٹس، رکن تھے) کو اس سوال پر غور کرنا تھا کہ کیا ثالث کے پاس دعویٰ کی ثالثی کا فیصلہ کرنے کا دائرہ اختیار ہے۔ اس تناظر میں سوال پیدا ہوا: کیا ثالث کے حوالے کے لیے کوئی ثالثی قرار داد تھا؟ یہ فیصلہ کیا گیا کہ دعوے کے تنازعہ کی ثالثی ایک دائرہ اختیار کا مسئلہ ہونے کی وجہ سے، ثالث حتمی طور پر فیصلہ کرنے کے لیے خود کو دائرہ اختیار کے ساتھ نہیں بنا سکتا، آیا اسے اپنے دائرہ اختیار کا فیصلہ کرنے کا اختیار حاصل ہے یا نہیں۔ صفحہ 99 پر "رسل آن آر بیٹریشن" (19 ویں ایڈیشن) کے اقتباس پر انحصار کرتے ہوئے، اس عدالت نے فیصلہ دیا تھا کہ یہ فیصلہ کرنا شاید ہی ثالث کے دائرہ اختیار میں ہو کہ آیا اس کے دائرہ اختیار کی سابقہ شرط پوری ہوئی ہے یا نہیں۔ ثالث کو اپنے دائرہ اختیار کا فیصلہ کرنے کا کوئی اختیار نہیں تھا۔ ثالث ہمیشہ یہ پوچھنے کا حقدار ہوتا ہے کہ آیا اس کے پاس تنازعہ کا فیصلہ کرنے کا دائرہ اختیار ہے یا نہیں۔ وہ اس معاملے سے نمٹنے سے بالکل بھی انکار کر سکتا ہے اور فریقین کو عدالت جانے کے لیے چھوڑ سکتا ہے اگر وہ اس نتیجے پر پہنچتا ہے کہ اس کے پاس معاملے سے نمٹنے کا کوئی اختیار نہیں ہے۔ یا وہ اس معاملے پر غور کر سکتا ہے اور اگر وہ یہ خیال رکھتا ہے کہ جس معاہدے پر دعویدار انحصار کر رہا ہے اور جس سے، اگر قائم ہو جاتا ہے، تو وہ اکیلے ہی دائرہ اختیار رکھتا ہے، تو وہ اسی کے مطابق تنازعہ کا فیصلہ کرنے کے لیے آگے بڑھ سکتا ہے۔ چاہے ثالث کا دائرہ اختیار ہو یا نہ ہو اور آیا معاملہ فریقین کے درمیان پیدا ہونے والے کسی اختلاف یا تنازعہ کے حوالے کے لیے شق کے دائرے میں ہے یا نہیں، یہ عدالت کو فیصلہ کرنا ہے۔ ثالث غلط فیصلے سے جمع کرانے کے دائرہ کار کو بڑھا نہیں سکتا۔ یہ عدالت پر ہے کہ وہ آخر کار تنازعہ میں دعوے کی ثالثی یا کسی شق یا کسی معاملے یا اس میں موجود کسی چیز یا اس کی تعمیر کا فیصلہ کرے۔ اس لیے یہ فیصلہ دیا گیا کہ "ثالث تنازعہ کی ثالثی کا حتمی فیصلہ کرنے کے لیے دائرہ اختیار کے ساتھ خود کو نہیں جوڑ سکتے"۔ دفعہ 33 کے تحت یا اس پر اپیل پر

عدالت کو آخر کار اس کا فیصلہ کرنا ہے۔ "کارروائی کو چیلنج کرنے اور دفعہ 33 کے تحت اعلامیہ طلب کرنے کے لیے کوئی امر مانع تقریر مخالف نہیں ہے۔ یہ مزید کہا گیا کہ "ثالثی قرار داد کی حد یا تنازعہ کی ثالثی کے طور پر تنازعہ کے عدالتی فیصلہ لیے ثالث کے دائرہ اختیار کو محض قبولیت یا قبولیت اپیل گزار کو عدالت کے بذریعہ دفعہ 33 کے تحت علاج حاصل کرنے سے محروم نہیں کرتی ہے۔" دفعہ 33 کے تحت علاج "تنازعہ کا فیصلہ کرنے کا واحد صحیح شاہی طریقہ ہے۔"

جسٹس بچاوت کے ذریعہ ثالثی کے قانون میں [دوسرا (1987) ایڈیشن] صفحہ 90 پر یہ کہا گیا ہے کہ ثالث کا دائرہ اختیار صرف ثالثی قرار داد سے حاصل ہوتا ہے۔ ثالث کو صرف ان معاملات سے نمٹنے کا دائرہ اختیار حاصل ہے جو معاہدے کی قیود کی منصفانہ تعمیر پر فریقین نے اسے بھیجنے پر اتفاق کیا ہو۔ ثالث دائرہ اختیار کے اندر کام کرتا ہے یا نہیں اس کا انحصار صرف حوالہ کی شق پر ہوتا ہے۔ عدالت یہ اعلان دے سکتی ہے کہ مدعا علیہان کی طرف سے ثالث کے طور پر مقرر کردہ فریق کا کوئی دائرہ اختیار نہیں ہے۔ جمع کروانا ماخذ پیش کرتا ہے اور ثالث کے اختیار کی حد مقرر کرتا ہے۔ ثالث اپنے آپ کو ایک ایسا اختیار دیتا ہے جو اسے تفویض نہیں کرتا ہے۔ ایوارڈ کو مواد اور شکل میں جمع کرانے کے مطابق ہونا چاہیے۔ اسے جمع کرانے میں موجود ہدایات کے نقطہ نظر کی تعمیل کرنی چاہیے۔ اگر ایوارڈ کسی ایسے معاملے کا تعین کرتا ہے جس کا حوالہ ثالثی میں نہیں دیا گیا ہے اور اس طرح کے معاملے کو حوالہ شدہ معاملات کے تعین کو متاثر کیے بغیر الگ نہیں کیا جاسکتا ہے، تو ایوارڈ غلط ہے۔ اسے دفعہ 16 کے تحت دوبارہ غور کے لیے ثالث کو بھیجا جاسکتا ہے اور اگر ثالث اختیار سے تجاوز کرتا ہے تو ایوارڈ کو الگ کر دیا جانا چاہیے۔

این چیلاپن بنام سکریٹری، کیرالہ اسٹیٹ الیکٹریسیٹی بورڈ دیگر، [1975] 1 ایس سی سی 289 میں، اس میں موجود حقائق یہ تھے کہ ثالثوں نے ایک نگران کو نامزد کیا۔ ثالثوں نے وقت کی حد کے اندر ایوارڈ نہیں دیا جس کی حتمی میعاد ختم ہو گئی۔ اس کے بعد اپیل کنندہ نے ایکٹ کی دفعات 5 اور 11 کے تحت ثالث کے اختیار کو منسوخ کرنے

کے لیے دیوانی عدالت کے دائرہ اختیار کا مطالبہ کیا تھا۔ بطور نگران ریفرنس پر داخل ہونے اور ثالثی کے ساتھ آگے بڑھنے کے لیے 'K' کو مقرر کرنے کی درخواست کی گئی تھی۔ دو ثالثوں کی جگہ 'K' کو واحد ثالث مقرر کرنے کے لیے ایک اور درخواست دی گئی تھی۔ عدالت نے ثالثوں کے اختیار کو منسوخ کر دیا اور نگران کو ہدایت کی کہ وہ بطور نگران اپنی صلاحیت میں تنازعہ پر غور کرے اور اپیل کنندہ کی درخواست کو 'K' کو واحد ثالث مقرر کرنے کی اجازت دی۔ نگران نے بطور نگران اپنی صلاحیت میں حوالہ داخل کیا۔ فریق نے اپنے دائرہ اختیار میں پیش کیا، کارروائی کی اور جب ایوارڈ مدعا علیہ - بورڈ نگران کے دائرہ اختیار کے خلاف گیا تو اسے چیلنج کیا گیا۔ ان حقائق پر اس عدالت کے تین تین ججوں کے بیچ فیصلہ دیا تھا کہ جب مدعا علیہ بورڈ نے واحد ثالث کے طور پر نگران کے دائرہ اختیار کو تسلیم کیا تو بورڈ کو رضامندی کے ذریعے نگران کے دائرہ اختیار کو چیلنج کرنے سے روک دیا گیا تھا۔ جب فریق نے تقرری پر رضامندی ظاہر کی اور واحد ثالث کے طور پر تقرری کی متعلقہ حقیقت کے مکمل علم کے ساتھ کارروائی میں حصہ لیا تو یہ رضامندی کے مترادف تھا۔ میسرز نیلکانٹن اینڈ بروس میں بھی یہی تناسب ہے۔ کنسٹرکشن بنام سپرنٹنڈنٹ انجینئر، نیشنل ہائی ویز سیلم و دیگران، [1988] 4 ایس سی سی 462 جس میں اس عدالت کے دو ججوں کے بیچ فیصلہ دیا کہ اگر حوالہ دینے والے فریق یا تو تقرری کے طریقہ کار پر پہلے سے متفق ہیں، یا بعد میں تمام حالات کے مکمل علم کے ساتھ کی گئی تقرری کو تسلیم کرتے ہیں، تو انہیں اس طرح کی تقرری پر اعتراض کرنے سے روک دیا جائے گا جو بعد کی کارروائی کو کالعدم قرار دیتا ہے۔ متعلقہ حقیقت کے مکمل علم کے ساتھ کارروائی میں شرکت کرنا اور حصہ لینا اس طرح کی رضامندی کے مترادف ہوگا۔ باقی فیصلے براہ راست نقطے پر نہیں ہیں۔ لہذا، ان مقدمات کے حوالے سے فیصلے پر بوجھ ڈالنا ضروری نہیں ہے۔

اس طرح یہ دیکھا جائے گا کہ ثالث کی تقرری فریقین کے درمیان قرارداد پر مبنی ہے۔ ایک بار اس کی تقرری پر یا تو اتفاق رائے سے یا عدالت کے حکم سے، فریقین اپنا دعویٰ

پیش کرتے ہیں اور کارروائی میں حصہ لیتے ہیں، فریقین ثالث کی تقرری کو تسلیم کرتے ہیں اور اس پر دیا گیا ایوارڈ فریقین کو پابند کرتا ہے۔ جس فریق نے ایوارڈ کا سامنا کیا ہے اسے ثالث کے اختیار اور دائرہ اختیار پر سوال اٹھانے سے روک دیا گیا ہے تاکہ ایوارڈ کو اس وجہ سے بنایا جاسکے کہ فریقین نے قرارداد کے ذریعے فورم کو اپنے تنازعہ کا فیصلہ کرنے اور فیصلہ دینے کے لیے رضامندی ظاہر کی ہے، قرارداد کے قیود سے غیر واضح ایوارڈ کے ذریعے۔ یہ اصول ثالث کے دائرہ اختیار پر کسی بھی تنازعہ کی ثالثی کے لیے یکطرفہ طور پر اپنے اختیار کو بڑھانے کے لیے لاگو نہیں ہوتا ہے۔ یہ دیکھا گیا ہے کہ فریقین کے درمیان واضح قرارداد کے ذریعے، کرایہ کے چار جز کی واپسی کے دعوے کی ثالثی کو ثالثی کے حوالے کیا گیا اور ٹی راجہ رام کو ثالث کے طور پر مقرر کیا گیا اور اس حوالہ پر داخل کیا گیا۔ لیکن جب دعویٰ کیا گیا تو اس نے اپیل کنندہ کی طرف سے کوئی قرارداد کیے بغیر تنازعہ کو یکطرفہ طور پر بڑھا دیا۔ درحقیقت انہوں نے ثالثی کے دائرہ کار کو بڑھانے پر اعتراض کیا۔ چونکہ ثالث تنازعات کا فیصلہ سناتا رہا، اس لیے ان کے پاس کارروائی میں حصہ لینے کے سوا کوئی چارہ نہیں بچا کیونکہ دعووں پر دباؤ ڈالا گیا اور فریقین نے ثالث کے دائرہ حق انتخاب میں پیش کیا۔ لہذا، یہ قبولیت کے مترادف نہیں تھا۔ ثالث کا دائرہ اختیار فریقین کے درمیان قرارداد پر مبنی ہوتا ہے۔ قرارداد کی حد تک، فریقین ثالث کے فیصلے کے پابند ہیں۔ لیکن ثالث اپنی ثالثی کے دائرہ کار کو بڑھا نہیں سکتا اور غیر قبول شدہ یا اعتراض شدہ دعووں پر اپنے دائرہ اختیار کو بڑھانے کے بعد، تمام دعووں کی ایک ایک مدتی رقم، غیر واضح فیصلے میں نہیں دے سکتا۔ چنپسی بھارا کمپنی کیس (اوپر) میں لارڈ ڈونٹن نے پریوی کونسل کی طرف سے بات کرتے ہوئے کہا تھا کہ "وہ سوال یہ ہے کہ آیا کوئی ثالث اپنے دائرہ اختیار میں کام کرتا ہے، یقیناً عدالت کو فیصلہ کرنا ہے لیکن آیا ثالث اپنے دائرہ اختیار میں کام کرتا ہے یا نہیں، یہ صرف حوالہ کی شق پر منحصر ہے۔ لہذا یہ عدالت کو فیصلہ کرنا ہے کہ آیا جو تنازعہ پیدا ہوا ہے وہ آرٹیکلوں کی شق 13 کے تحت آنے والا تنازعہ ہے یا نہیں۔ گوبردھن داس بنام لچھی رام ودیگرا، اے آئی آر 1954 ایس سی 689 میں، اس عدالت نے فیصلہ دیا کہ جب تک ثالث اپنے اختیار کے دائرہ کار میں کام کرتا ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اس فیصلے

کو فریقین پر جائز اور پابند کے طور پر قبول کیا جانا چاہیے۔ اس صورت میں، فریقین کے درمیان طے پانے والا قرار داد درج ذیل ہے:

"یہ کہ ثالث ایک ساتھ بیٹھیں، فریقین کے بیانات لیں، فریقین کی طرف سے پیش کردہ دلائل کو سنیں اور ان پر غور کریں، تمام وضاحتوں کے دستاویزات کا معائنہ کریں اور گواہوں کے دیگر شواہد اور ثبوت لیں اور جو بھی ایوارڈ وہ دیں گے، وہ فریقین کے لیے قابل قبول ہے اور ہوگا اور ثالث متفقہ طور پر یا ووٹوں کی اکثریت سے جو بھی ایوارڈ دیں گے اسے ہر عدالت میں درست اور درست سمجھا جائے گا اور ہم سب پھانسی دینے والے فریقوں پر پابند ہوگا۔"

ثالثوں نے اپنے راستے سے ہٹ کر یہ اعلان کیا کہ مدعا علیہ نمبر 1 سے بھی کھاتے پر 3,500 روپے کے علاوہ جو بھی رقم واجب الادا پائی گئی تھی، اسے اس کی محنت اور غربت کو مد نظر رکھتے ہوئے بھیج دیا گیا تھا اور مدعا علیہ نمبر 2 کے خلاف واجب الادا پوری غیر متعینہ رقم اس کی محنت اور غربت کے پیش نظر مکمل طور پر بھیج دی گئی تھی۔ یہ دعویٰ کیا گیا کہ ایوارڈ کا فیصلہ ثالثوں کے اختیار سے باہر کیا گیا تھا۔ یہ فیصلہ کیا گیا کہ ثالثوں نے واضح طور پر خود کو غلط سمت میں پیش کیا تھا اور اپنے اختیار کے دائرہ کار سے تجاوز کیا تھا اور اس لیے ایوارڈ کو الگ کر دیا گیا تھا۔

اس طرح ثالث نے خود کو غلط سمت میں لے لیا اور پورے فیصلہ کو ہی ذائل کرتے ہوئے ایوارڈ بنانے میں قانونی بدانتظامی کا ارتکاب کیا۔ یہ فیصلہ کرنا مشکل ہے کہ ہر دعوے کو کس حد تک قبول یا خارج کیا گیا تھا۔ اس نقطہ نظر میں، سود یا اضافی شرح سود دینے کے ثالث کے اختیار کے دوسرے سوال میں جاننا ضروری نہیں ہے۔

اس کے مطابق اپیل منظور کی جاتی ہے۔ عدالت عالیہ کے حکم اور فیصلے کو کالعدم قرار دیا جاتا ہے اور ٹرائل کورٹ کا حکم بحال کیا جاتا ہے، لیکن حالات میں فریقین کو اپنے اخراجات خود برداشت کرنے کی ہدایت کی جاتی ہے۔

اپیل منظور کی گئی۔